

ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 11 فروری، 1965

اجوائے کمار مکھرجی

بنام

لوکل بورڈ ہاریٹا

[پی. بی. گیندر گڈکر، چیف جسٹس، کے. این. وانچو، ایم. حیدایات اللہ، جے. سی. شاہ اور ایس. ایم. سکری جسٹس صاحبان]

آسام لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ 1953، (ایکٹ 25، سال 1953)، دفعہ 62-ٹیکس-آیا بازار کے لئے استعمال کی جانے والی زمین پر ہویا بازار پر-ریاستی قانون سازی، اہلیت-آئین ہند ساتواں شیڈول، فہرست II کا اندراج داخلہ 49-تشریح-امتیازی سلوک-الزامات-ثبوت کا بوجھ۔

زمین کے مالک کے طور پر اپیل کنندہ اپنی زمین پر ہاٹ یا بازار رکھتا تھا۔ مدعا علیہ، مقامی بورڈ، جس کے دائرہ اختیار میں بازار منعقد کیا گیا تھا، نے اپیل کنندہ کو نوٹس جاری کیا کہ وہ لائسنس لے اور بازار کے انعقاد کے لیے لائسنس فیس کے طور پر ایک مخصوص رقم ادا کرے۔ محصولات کے خلاف اپیل کنندہ کے مسلسل احتجاج کے باوجود، اس رقم کو امدادی وارنٹ جاری کر کے اور اس کی جائیداد کو ضبط کر کے وصول کرنے کی کوشش کی گئی۔ اپیل کنندہ نے ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی جس میں متعدد بنیادوں پر جعل سازی کی آئینی حیثیت کو چیلنج کیا گیا، جسے مسترد کر دیا گیا۔ سرٹیفکیٹ کے ذریعے اپیل میں اپیل کنندہ نے دعویٰ کیا کہ (1) آسام قانون سازی کو ٹیکس بازاروں کے لیے کوئی قانون سازی کی اہلیت نہیں ہے، اور (2) اس بازار پر اصل میں عائد ٹیکس آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی ہے، کیونکہ بورڈ نے اپیل کنندہ کے بازار کے لیے دیگر پڑوسی بازاروں کے مقابلے میں زیادہ شرح طے کی ہے۔

حکم ہوا کہ: (i) موجودہ معاملے میں ٹیکس آئین کے ساتویں شیڈول کی فہرست II کے اندراج داخلہ 49 کے معنی کے اندر زمین پر ہونے کی وجہ سے، واضح طور پر ریاستی قانون سازی کے اختیار میں

ہوگا۔ [49 E-C]

آسام لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ، 1953 کی دفعہ 62 کی اسکیم سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں فراہم کردہ ٹیکس زمین پر ٹیکس ہے، حالانکہ اس کا اثر زمین کو بازار کے طور پر استعمال کرنے پر منحصر ہے اور اس زمین کے مالک، قابض یا کسان کو اس کے استعمال کے لیے ایک خاص ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن بازار کے اندر ہونے والے لین دین پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ مزید برآں ٹیکس کی رقم اس زمین کے رقبے پر منحصر ہوتی ہے جس پر بازار منعقد ہوتا ہے اور بازار کی اہمیت ریاستی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ زیادہ سے زیادہ حد تک ہوتی ہے۔ دفعہ 62 (2) جس میں "اس پر سالانہ ٹیکس عائد کرنے" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ لفظ "اس پر" سے مراد کوئی بھی زمین ہے جس کے لیے لائسنس بازار کے طور پر استعمال کرنے کے لیے جاری کیا جاتا ہے نہ کہ لفظ "بازار" کے لیے۔ جس استعمال کے لیے زمین رکھی گئی ہے اسے فہرست II کے اندراج داخلہ 49 کے معنی میں اس پر ٹیکس عائد کرنے میں مد نظر رکھا جاسکتا ہے۔ رالہ رام بمقابلہ صوبہ مشرقی پنجاب، [1948] ایف سی آر 207، نے درخواست دی۔ [51 C-F]

(ii) یہ اپیل کنندہ کو دکھانا تھا کہ دوسرے بازاروں پر ٹیکس طے کرنے میں، جیسا کہ اس نے کیا، بورڈ نے من مانی طور پر کام کیا اور بازاروں کے جسامت اور اہمیت کو مد نظر نہیں رکھا۔ چونکہ ایسا کوئی مواد موجود نہیں تھا جس کے ذریعے ان بازاروں کے نسبتاً جسامت اور اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکے، اس لیے یہ ماننا ممکن نہیں تھا کہ اس بازار پر ٹیکس لگانے میں امتیازی سلوک تھا۔ [52 F-G]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 630، سال 1963۔

دیوانی قاعدہ نمبر 42، سال 1957 میں آسام ہائی کورٹ کے 8 جون 1959 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

ڈی این مکھرجی، اپیل کنندہ کی طرف سے۔

نونیت لال، مدعا علیہ نمبر 3 کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس وانچونے سنایا،

آسام ہائی کورٹ کی طرف سے دیئے گئے سرٹیفکیٹ پر یہ اپیل مقامی بورڈز کی طرف سے بازاروں کے انعقاد کے مقصد سے کسی بھی زمین کے استعمال کے لیے لگائے جانے والے سالانہ ٹیکس کی آئینی حیثیت پر سوال اٹھاتی ہے جیسا کہ آسام لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ نمبر 62 کے دفعہ 62

کے ذریعے فراہم کیا گیا ہے۔ XXV، سال 1953، (اس کے بعد ایکٹ کے طور پر حوالہ دیتے ہیں)۔ اپیل کنندہ ضلع کامروپ کا ایک زمیندار ہے۔ اس طرح کے زمیندار کے طور پر، وہ سال 1936 سے اپنی زمین پر ہاٹ یا بازار رکھتا ہے اور اس بازار کو کھرما ہاٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ 1953-54 میں، بار پیٹا کے مقامی بورڈ، جس کے دائرہ اختیار میں کھرما بازار منعقد ہوتی ہے، نے اپیل کنندہ کو نوٹس جاری کیا کہ وہ لائسنس لے کر بازار کے انعقاد کے لیے لائسنس فیس کے طور پر سال 1953-54 کے لیے 600 روپے روپے ادا کرے۔ بعد میں اس رقم کو بڑھا کر سال 1955-56 کے لیے -/700 روپے کر دیا گیا۔ اپیل کنندہ نے اس محصولات کے خلاف احتجاج جاری رکھا لیکن اس کے احتجاج پر کوئی توجہ نہیں دی گئی اور اس کی جائیداد کو ضبط کرنے اور امدادی وارنٹ جاری کر کے رقم وصول کرنے کی کوشش کی گئی۔ نتیجتاً، اپیل کنندہ نے کئی بنیادوں پر محصول کی آئینی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی۔ موجودہ اپیل میں اپیل گزار کے مقدمے کی حمایت میں دو اہم دلائل پر زور دیا گیا ہے کہ محصول غیر آئینی ہے، یعنی (1) آسام کی قانون سازیہ کو ٹیکس بازاروں کے لیے کوئی قانون سازی کی اہلیت نہیں تھی، اور (2) یہ کہ کھرما بازار پر اصل میں عائد ٹیکس آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس لیے ہم صرف ان دو تنازعات پر غور کریں گے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے اس اعتراض کا مقابلہ مدعا علیہ آئین کے ساتویں شیڈول کی فہرست II کے آئٹم 49 پر انحصار کرتے ہوئے کرتا ہے، اور اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ ریاستی قانون سازیہ اس اندراج داخلہ کے تحت ٹیکس عائد کرنے کا مجاز تھا، کیونکہ یہ زمین پر ٹیکس تھا۔ جہاں تک آرٹیکل 14 کا تعلق ہے، مدعا علیہ کی جانب سے جواب یہ ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 62 کے تحت ایک قاعدہ وضع کیا گیا ہے جس میں -/1000 روپے تجویز کیے گئے ہیں۔ ٹیکس کی زیادہ سے زیادہ رقم جو آسام میں کسی بھی مقامی بورڈ کے ذریعے اس دفعہ کے تحت لائسنس یافتہ بازاروں پر عائد کی جاسکتی ہے۔ اصول یہ بھی فراہم کرتا ہے کہ کوئی بھی مقامی بورڈ حکومت کی سابقہ منظوری سے بازار کے جسامت اور اہمیت کے مطابق اس زیادہ سے زیادہ کے اندر ٹیکس عائد کر سکتا ہے۔ لہذا یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ٹیکس اس اصول کے مطابق بار پیٹا مقامی بورڈ کی طرف سے عائد کیا گیا ہے، اور اپیل کنندہ یہ ظاہر کرنے میں ناکام رہا ہے کہ کھرما بازار پر ٹیکس کی رقم کے تعین میں کوئی امتیازی سلوک ہوا ہے۔

ہائی کورٹ نے اپیل کنندہ کی جانب سے اٹھائے گئے تنازعات کو خارج کر دیا اور رٹ پٹیشن کو مسترد کر دیا۔ تاہم، جیسا کہ آئینی اہمیت کے سوالات شامل تھے، ہائی کورٹ نے آئین کے آرٹیکل 132 کے تحت ایک سند دی؛ اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

لہذا پہلا سوال جو غور کے لیے آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا موجودہ معاملے میں جعل سازی آئین کے ساتویں شیڈول کی فہرست II کے اندراج داخلہ 49 کے معنی کے اندر زمین پر ٹیکس ہے۔ یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ تین قانون ساز فہرستوں میں اندراجات کی تشریح ان کے وسیع تر طول و عرض میں کی جانی چاہیے اور اس لیے اگر کسی ٹیکس کو معقول طور پر زمین پر ٹیکس قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ اندراج داخلہ 49 کے اندر آئے گا۔ مزید یہ بھی یکساں طور پر طے شدہ ہے کہ زمین پر ٹیکس زمین کی سالانہ قیمت پر مبنی ہو سکتا ہے اور پھر بھی زمین پر ٹیکس ہو گا اور اس بنیاد پر ریاستی قانون سازی کی اہلیت سے باہر نہیں ہو گا کہ یہ آمدنی پر ٹیکس ہے: (دیکھیں رالہ رام بمقابلہ مشرقی پنجاب کا صوبہ (1)۔ اس لیے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس استعمال کے لیے زمین رکھی گئی ہے، اس پر فہرست II کے اندراج داخلہ 49 کے معنی کے اندر زمین کی سالانہ قیمت کے لیے ٹیکس عائد کرنے میں غور کیا جاسکتا ہے، جسے اس اندراج داخلہ کے مقصد کے لیے ٹیکس عائد کرنے میں یقینی طور پر مد نظر رکھا جاسکتا ہے، اس کا انحصار لازمی طور پر اس استعمال پر ہو گا جس کے لیے زمین رکھی گئی ہے۔ یہ اس طے شدہ موقف کی روشنی میں ہے کہ ہمیں ایکٹ کی دفعہ 62 کی اسکیم کا جائزہ لینا ہے، جو چیلنج کے تحت ٹیکس عائد کرتی ہے۔

اس لیے دفعہ 62 کی اسکیم کا تجزیہ کرنا ضروری ہے جو اس ٹیکس کے لیے فراہم کرتا ہے۔ دفعہ 62 (1) میں دیگر باتوں کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مقامی بورڈ یہ حکم دے سکتا ہے کہ بورڈ کی طرف سے دیے جانے والے لائسنس کے علاوہ کسی بھی زمین کو بازار کے طور پر استعمال نہیں کیا جائے گا۔ دفعہ 62 کی ذیلی دفعہ (2) چارج کرنے کا التزام ہے اور اس کا مکمل حوالہ دیا جاسکتا ہے:

"ذیلی دفعہ (1) کے مطابق کسی حکم کے اجرا پر بورڈ اپنے اجلاس میں اپنے دائرہ اختیار کی مقامی حدود میں کسی بھی زمین کو بازار کے طور پر استعمال کرنے کے لیے لائسنس دے سکتا ہے اور اس پر سالانہ ٹیکس اور قواعد کے ذریعے مقرر کردہ شرائط عائد کر سکتا ہے۔"

ذیلی دفعہ (3) میں کہا گیا ہے کہ جب یہ طے ہو جائے کہ سابقہ ذیلی دفعہ کے تحت ٹیکس عائد کیا جائے گا تو مقامی بورڈ یہ حکم دے گا کہ حکم میں مخصوص بازار کے طور پر استعمال ہونے والی کسی بھی زمین کا مالک اس مقصد کے لیے لائسنس لے گا۔ اس طرح کے حکم میں ٹیکس کی وضاحت کی جائے گی جو اس رقم سے زیادہ نہ ہو جو قاعدے کے مطابق مقرر کی جائے، جو مالی سال کے لیے وصول کیا جائے گا۔

ان تینوں ذیلی حصوں کی دفعات سے یہ دیکھا جائے گا کہ ٹیکس عائد کرنے کا بورڈ کا اختیار اس قرارداد کی منظوری سے پیدا ہوتا ہے کہ اس کے دائرہ اختیار میں آنے والی کسی بھی زمین کو بازار کے طور پر استعمال نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح کی قرارداد واضح طور پر بورڈ کے دائرہ اختیار میں زمین کو متاثر کرتی ہے اور اس طرح کی قرارداد کی منظوری پر بورڈ کو قرارداد کے ذریعے اپنے دائرہ اختیار میں زمینوں پر بازاروں کے انعقاد کے لیے لائسنس جاری کرنے کا مزید اختیار حاصل ہوتا ہے اور اس پر سالانہ ٹیکس عائد کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔ اب اپیل کنندہ کی جانب سے یہ استدعا کی جاتی ہے کہ جب ذیلی دفعہ (2) "اس پر سالانہ ٹیکس" لگانے کی بات کرتی ہے تو اس کا مطلب بازار پر سالانہ ٹیکس لگانا ہے، اور یہ کہ ساتویں شیڈول کی فہرست II میں بازاروں پر اس طرح کے ٹیکس کا کوئی التزام نہیں ہے۔ "بازار اور میلے فہرست II کے آئٹم 28 پر ظاہر ہوتے ہیں، اور اس پر زور دیا جاتا ہے کہ اسی فہرست کے آئٹم 66 کے تحت بازاروں اور میلوں کے حوالے سے فیس عائد کی جاسکتی ہے؛ لیکن 45 سے 63 تک کے اندراجات میں بازاروں پر ٹیکس عائد کرنے کا کوئی التزام نہیں ہے جو ٹیکس سے متعلق ہیں۔ یہ قبول کیا جاسکتا ہے کہ فہرست II میں کوئی اندراج نہیں ہے جو بازاروں اور میلوں پر ٹیکس فراہم کرتا ہے۔ یہ بھی قبول کیا جاسکتا ہے کہ اندراج 66 صرف بازاروں اور میلوں پر فیس کے نفاذ کا جواز پیش کرے گا جس کی وجہ سے بورڈ کی طرف سے خدمات کی فراہمی ضروری ہو جائے گی۔ تاہم، یہ بات اس معاملے کو ختم نہیں کرتی، کیونکہ ریاست کی جانب سے تنازعہ یہ ہے کہ دفعہ 62 کے تحت ٹیکس زمین پر ہے نہ کہ بازار پر اور مزید ٹیکس کا انحصار زمین کو بازار کے طور پر استعمال کرنے پر ہے۔ ذیلی دفعہ (2) کو قریب سے پڑھنے پر ہمیں ایسا لگتا ہے کہ جب وہ ذیلی دفعہ "اس پر سالانہ ٹیکس" کی بات کرتی ہے تو ٹیکس زمین پر ہوتا ہے لیکن چارج تب ہی اٹھتا ہے جب زمین کو بازار کے لیے استعمال کیا جائے۔ یہ دفعہ 62 کی بعد کی دفعات سے بھی واضح ہو گا جو ظاہر کرتی ہیں کہ ٹیکس زمین پر ہے حالانکہ اس کا نفاذ بازار کے طور پر زمین کے استعمال کرنے والے پر منحصر ہے۔ ذیلی دفعہ (3) سے پتہ چلتا ہے کہ جیسے ہی ذیلی دفعہ (1) اور (2) کی تعمیل کی جائے گی، مقامی بورڈ یہ حکم دے گا کہ بازار کے طور پر استعمال ہونے والی کسی بھی زمین کا مالک لائسنس لے لے۔ اس طرح ٹیکس زمین پر ہے اور یہ زمین کا مالک ہے جسے بازار کے طور پر اس کے استعمال کے لیے لائسنس لینا پڑتا ہے۔ ٹیکس کی شکل یعنی، یہ ایک سالانہ ٹیکس ہے جو ہر دن کے ٹیکس کے برعکس ہے جس پر بازار منعقد ہوتا ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر ٹیکس زمین پر ہوتا ہے نہ کہ اس پر رکھے گئے بازار پر۔ مزید برآں بازار میں کاروبار کے لیے آنے والے افراد کے ذریعے کسی بھی لین دین پر ٹیکس عائد نہیں کیا جاتا ہے جو ایک بار پھر ظاہر کرتا ہے کہ یہ زمین پر ایک جعل ہے نہ کہ بازار پر یعنی اس کے کاروبار پر۔ پھر ذیلی دفعہ (5) میں کہا گیا ہے کہ ٹیکس

بازار کے طور پر استعمال ہونے والی کسی بھی زمین کے مالک کے ذریعے ادا کیا جائے گا، جو ایک بار پھر ظاہر کرتا ہے کہ ٹیکس اس زمین پر عائد کیا جاتا ہے، حالانکہ محصول اس وقت عائد ہوتا ہے جب اسے بازار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ذیلی دفعہ (6) پھر یہ بتاتا ہے کہ اس طرح طے شدہ رقم حاصل کرنے پر بورڈ اس کی ادائیگی کرنے والے شخص کو لائسنس جاری کرے گا۔ یہاں دوبارہ لائسنس زمین کے استعمال کے لیے ہے۔ اس کے بعد ذیلی دفعہ (8) آتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جو بھی کسی زمین کا مالک یا قابض ہونے کے ناطے اسے لائسنس کے بغیر بازار کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے یا اجازت دیتا ہے وہ جرمانے کا ذمہ دار ہوگا۔ یہ شق واضح طور پر ظاہر کرتی ہے کہ ٹیکس زمین پر ہے اور یہ زمین کا مالک یا قابض ہے جو ذمہ دار ہے اور اگر وہ لائسنس لینے میں ناکام رہتا ہے تو وہ قانونی کارروائی کا ذمہ دار ہے۔ تجارت کے مقصد سے بازار آنے والوں پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی جاتی ہے۔ ذیلی دفعہ (9) پھر یہ بتاتا ہے کہ جہاں ذیلی دفعہ (8) کے تحت سزا حاصل کی گئی ہے، ضلع مجسٹریٹ یا سب ڈویژنل آفیسر، جیسا بھی معاملہ ہو، زمین کو بازار کے طور پر استعمال کرنا روک سکتا ہے۔ اس کے بعد ذیلی دفعہ (10) میں کہا گیا ہے کہ بازار کا ہر مالک، قابض یا کسان اس میں ایسی نکاسی کرے گا اور اس طرح کی بازار کو صاف اور صحت مند حالت میں رکھنے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے گا اور اس مقصد کے ساتھ ساتھ پینے کے مقصد کے لیے بھی کافی پانی کی فراہمی کرے گا۔ ذیلی دفعہ (11) اور (12) کسی مالک، قابض یا کسان کی جانب سے ذیلی دفعہ (10) کے تحت نوٹس کی تعمیل کرنے میں ناکامی پر بورڈ کو زمین اور اس پر بازار پر قبضہ کرنے اور کاموں کو خود انجام دینے اور بازار کے حوالے سے تمام کرایے، ٹول اور دیگر واجبات وصول کرنے کا اختیار دیتی ہیں۔ یہ ایک بار پھر ظاہر کرے گا کہ دفعہ 62 (2) کے ذریعے فراہم کردہ ٹیکس زمین کے استعمال کے لیے ایک ٹیکس ہے اور یہ بازار پر ٹیکس نہیں ہے، کیونکہ اوزار، کرایہ اور دیگر واجبات کی شکل میں بازار سے ہونے والی آمدنی دفعہ 62 کے تحت ٹیکس کا ذمہ دار نہیں ہے اور ٹیکس سے مختلف ہے۔ لہذا دفعہ 62 کی اسکیم سے پتہ چلتا ہے کہ جب بھی کسی زمین کو بازار کے انعقاد کے مقصد سے استعمال کیا جاتا ہے تو اس زمین کے مالک، قابض یا کسان کو اس کے استعمال کے لیے ایک مخصوص ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن بازار کے اندر ہونے والے کسی بھی لین دین پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ مزید برآں ٹیکس کی رقم اس زمین کے رقبے پر منحصر ہوتی ہے جس پر بازار رکھا جاتا ہے اور بازار کی اہمیت ریاستی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ زیادہ سے زیادہ حد تک ہوتی ہے۔ لہذا ہمیں ایکٹ کی دفعہ 62 کی اسکیم پر غور کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ اس میں فراہم کردہ ٹیکس زمین پر ٹیکس ہے، حالانکہ اس کا اثر زمین کو بازار کے طور پر استعمال کرنے پر منحصر ہے۔ مزید برآں جیسا کہ ہم پہلے ہی دفعہ 62 (2) کی طرف اشارہ کر چکے ہیں جس میں "اس پر سالانہ

ٹیکس عائد کرنا" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ لفظ "اس پر" سے مراد کسی بھی زمین سے ہے جس کے لیے بازار کے طور پر استعمال کرنے کے لیے لائسنس جاری کیا جاتا ہے نہ کہ لفظ "بازار" سے۔ اس طرح موجودہ معاملے میں ٹیکس زمین پر ہونے کی وجہ سے واضح طور پر ریاستی قانون سازی کے اختیار میں ہوگا۔ اپیل کنندہ کی یہ دلیل کہ ریاستی قانون سازی یہ ٹیکس عائد کرنے کا اہل نہیں تھا کیونکہ ساتویں شیڈول کی فہرست II میں بازاروں پر ٹیکس عائد کرنے کا کوئی التزام نہیں ہے اس لیے اسے ناکام ہونا چاہیے۔

پھر ہم آئین کے آرٹیکل 14 کے تحت تنازعہ پر آتے ہیں۔ اس کے بارے میں یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ یہ اس شخص کے لیے ہے جو یہ الزام لگاتا ہے کہ قانون کے سامنے مساوات کی خلاف ورزی کی گئی ہے تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ اس لیے اپیل گزار کو حقائق اور اعداد و شمار پیش کرنے تھے جن سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ موجودہ معاملے میں عائد ٹیکس آئین کے آرٹیکل 14 سے متاثر ہے۔ اس سلسلے میں، اپیل کنندہ نے اپنی رٹ پٹیشن میں جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ بورڈ نے من مانی طور پر اونچی شرح طے کی اور اس طرح اپیل کنندہ کے بازار کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جیسا کہ دیگر پڑوسی بازاروں کے ساتھ جہاں ٹیکس بہت کم شرح پر طے کیا گیا تھا، اور یہ کہ آرٹیکل 14 سے متاثر ہوا تھا۔ اپیل کنندہ کی طرف سے یقینی طور پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کی گئی تھی؛ لیکن یہ الزام مبہم ہے اور اس موقف کے لیے کوئی حقائق اور اعداد و شمار نہیں دیتا ہے کہ کھرما بازار پر عائد ٹیکس امتیازی تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکس 1953-54 سال کے لیے عائد کیا گیا تھا، جسے بعد میں کچھ ترامیم کے ساتھ جاری رکھا گیا۔ اس وقت پانچ بازار تھے جن پر کھرما بازار سمیت ٹیکس عائد کیا جاتا تھا۔ سب سے کم ٹیکس دو بازاروں پر -/400 روپے تھا، پھر -/500 روپے تیسرے بازار پر اور -/600 روپے کھرما بازار پر اور آخر میں -/1000 روپے پانچویں بازار پر۔

دفعہ 63(3) کے مطابق وضع کردہ قاعدہ 300(2) اس طرح چلتا ہے:-

"-/1000 روپے (ایک ہزار روپے) سالانہ صرف ٹیکس کی زیادہ سے زیادہ رقم کے طور پر طے کی گئی ہے جو آسام میں مقامی بورڈز کے ذریعے ایکٹ کی دفعہ 62 کے تحت لائسنس یافتہ بازاروں پر عائد کی جاسکتی ہے۔

کوئی بھی مقامی بورڈ حکومت کی سابقہ منظوری سے بازار کے جسامت اور اہمیت کے مطابق اس زیادہ سے زیادہ کے اندر ٹیکس عائد کر سکتا ہے۔"

اب قاعدہ یہ فراہم کرتا ہے کہ -/1000 روپے زیادہ سے زیادہ ٹیکس ہے اور اس زیادہ کے اندر بورڈ کو بازار کے جسامت اور اہمیت کے مطابق ٹیکس کو درجہ بند کرنا ہوتا ہے۔ بازار کا جسامت فطری طور پر اس زمین کے رقبے کو مد نظر رکھتا ہے جس پر بازار منعقد ہوتا ہے۔ بازار کی اہمیت وہاں ہونے والے لین دین کی تعداد پر منحصر ہوتی ہے، کیونکہ لین دین کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی بازار کی اہمیت اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ لہذا اگر اپیل کنندہ کو آر ٹیکل 14 کی درخواست پر اس بنیاد پر کامیاب ہونا ہے کہ اس کے بازار پر طے شدہ ٹیکس امتیازی تھا، تو اسے حقائق اور اعداد و شمار پیش کرنے تھے، سب سے پہلے ان پانچ بازاروں کے جسامت کے بارے میں جن پر متعلقہ سالوں میں ٹیکس عائد کیا گیا تھا اور دوسرا ان بازاروں کی نسبتاً اہمیت کے بارے میں۔ لیکن اپیل کنندہ کی جانب سے ایسے کوئی حقائق اور اعداد و شمار پیش نہیں کیے گئے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ امتیازی سلوک کے الزام کے جواب میں مدعا علیہ یکساں طور پر مبہم تھا اور اس نے محض اس بات کی تردید کی کہ کوئی من مانی امتیازی سلوک تھا۔ لیکن یہ اپیل کنندہ کو دکھانا تھا کہ پانچ بازاروں پر ٹیکس طے کرتے ہوئے جیسا کہ اس نے کیا، بورڈ نے من مانی طور پر کام کیا اور بازاروں کے جسامت اور اہمیت کو مد نظر نہیں رکھا۔ چونکہ ہمارے سامنے ایسا کوئی مواد موجود نہیں ہے جس کے ذریعے ہم پانچ بازاروں کے نسبتاً جسامت اور اہمیت کا اندازہ لگا سکیں، اس لیے یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ کھر ماریٹ پر 600 روپے سالانہ ٹیکس لگانے میں امتیازی سلوک کیا گیا تھا جبکہ دیگر تین ماریٹوں پر 600 روپے سے کم ٹیکس لگایا گیا تھا۔ لہذا امتیازی سلوک کی بنیاد پر طے شدہ رقم پر اعتراض ناکام ہونا چاہیے۔

اس لیے ہم اخراجات کے ساتھ اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔